ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی*

شام لہولہان اور عالم اسلام پر بے حسی طاری!

شام (سیریا) کی سرزمین وہ ہے جس کو خود قرآن پاک میں متعدد مقامات پر مقدس وبابرکت قرار دیا گیا ہے۔ زبانِ رسالت سے جس کے لیے علیکم بالشام (شام کو لازم پکڑو)، طوبی للشام (شام کے لیے خوش خبری ہو) اور کنانة الاسلام (اسلام کی چھاؤنی) جیسے الفاظ آئے ہیں، جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم بارك فی شامنا (اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے) کہہ کر دعا فرمائی ہے اور جس کی برکت وفضیلت میں اتنی حدیثیں آئی ہیں کہ کسی اور سرزمین کے تقدس کے بارے میں نہیں آئیں، وہ شام جہاں سیدنا بلالؓ، امین امت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، اللہ کی تلوار خالد بن ولیدؓ، کسرائے عرب امیر معاویہؓ، ام المومنین ام حبیبہؓ، معاذ بن جبلؓ ابودرداءؓ، سعد بن عبادہؓ، ابی بن کعبؓ اور حضرت دحیہ کلبیؓ جیسے کبار صحابہ آسودۂ خاک ہیں، جہاں عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے خلیفۂ راشد، صلاح الدین ایوبیؒ جیسے مجاہد کے علاوہ ابن الصلاحؒ، ذہبیؒ، ترمذیؒ، ابن کثیرؒ، ابن عساکرؒ، نوویؒ اور ابن تیمیہؒ جیسے ائمہ اعلام کی آرام گاہیں ہیں، وہی شام آج لہولہان ہے اور عالم اسلام پر اس کے سلسلہ میں بے حسی طاری ہے۔

دو سال ہونے کو آرہے ہیں جب مارچ ۲۰۱۱ء میں شام میں انقلاب کی شروعات ہوئی۔ یہ انقلاب عالم عرب کے دوسرے ممالک تیونس، مصر اور لیبیا میں آنے والے عوامی انقلابوں سے بھی inspire ہوا تھا اور خود سیریا میں اس انقلاب کی جڑیں بہت گہری تھیں۔ اس کی وجہ ۱۹۷۰ء سے چلے آنے والے اسد خانوادے کی جابرانہ وآمرانہ سفاک علوی حکومت ہے جو فوج کی مدد سے سیریا کے اکثریتی سنی مسلمانوں پر کسی عفریت کی طرح مسلط ہے۔ واضح رہے کہ شام پر بدعقیدہ اور ملحد علوی نصیری مسلط ہیں جو حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں اور تقیہ پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ سنیوں کے بدترین دشمن ہیں اور یہ فرقہ شیعوں کا ایک غالی فرقہ ہے جس کو خود راسخ العقیدہ شیعہ امامیہ کافر مانتے ہیں۔ یہ سب لوگ عرصہ ہائے دراز سے پیشہ سپہ گری سے وابستہ رہے ہیں اور بیسویں صدی کے آغاز میں جب عرب دنیا نے اپنی پہلی ہمالیائی غلطی بلکہ اسلام کے ساتھ غداری کی تھی کہ خلافتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت کر کے انگریزوں اور فرانسیسیوں سے ہاتھ ملا لیا تھا۔ اس وقت اس علوی نصیری فرقہ کو فرانس نے اپنے وسیع مقاصد کے لیے گود لے لیا تھا۔ اس نے ان کو فوجی تربیت دی اور سنیوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کر دیا تھا۔ اس کے بعد حافظ الاسد جیسے ملحد اور

* ڈائرکٹر فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی۔ mohammad.ghitreef@gmail.com

اسلام دشمن فوجی جنرل کے ہاتھ ان کی قیادت آ گئی تو اس نے نہ صرف ملک کے اقتدار پر قبضہ کر لیا بلکہ شام کے دروبست پر اور زندگی کے ہر شعبہ میں کلیدی عہدوں پر ان کو مسلط کر دیا۔

آغاز میں یہ انقلاب بالکل پرامن مظاہروں پر مشتمل تھا اور اس کا مطالبہ جابرانہ ملکی قوانین میں تبدیلی اور سیاسی نظام میں مثبت تبدیلیاں لانے کا تھا اور حکومت وقت یعنی ظالم وجابر صدر بشارالاسد کے نظام کو ختم کرنے کا مقصد ظاہر نہیں کیا گیا تھا، مگر جب بشارالاسد کی حکومت نے کسی بھی مطالبہ کو سننے اور ماننے سے قطعی انکار کر کے پرامن مظاہرین کا استقبال گولیوں، توپوں کے دہانوں اور قید وبند سے کیا، ان کو سیریا کے بدنام زمانہ جیلوں میں ڈال کر شدید ٹارچر وتعذیب کی انتہا کر دی تو یہ پرامن مظاہرے منظّم سیاسی احتجاج میں بدل گئے اور خاصے دنوں تک دمشق، حلب، اریحا، ریف، غوطہ، حمص وغیرہ شہروں میں روزانہ یہ مظاہرے نکلنے لگے۔ احتجاجیوں نے کئی پلیٹ فارم منظّم کیے، حقوق انسانی کے گروپ بنے، انہوں نے باہر کی دنیا سے رابطہ کیا۔ بشارالاسد اور اس کے ظالم وجابر باپ کرنل حافظ الاسد کے زمانہ سے جو لوگ اس نظام کے خلاف تھے اور سیریا سے بھاگ کر فرانس، ترکی اور دوسرے یوروپی ممالک میں پناہ لیے ہوئے تھے، انہوں نے فرانس اور ترکی میں اپنے آپ کو منظّم کرنا شروع کر دیا۔ سیریائی اپوزیشن پارٹیوں نے احتجاجیوں کی حمایت کی اور بشارالاسد کے نظام کے خلاف سیاسی عمل کے لیے زور ڈالنا شروع کر دیا۔ انہوں نے کئی محاذ بنائے جن میں سب سے بڑے محاذ کے صدر برہان غلیوم ہیں۔ اب انقلاب کا نشانہ موجودہ نظام کو ختم کرنا اور اس کی جگہ ایک جمہوری واسلامی سیریا کی تشکیل تھی۔

سیریا میں انقلاب کی بڑی وجہ داخلی ہے کہ وہاں ۱۹۷۰ سے کرنل حافظ الاسد نے فوجی بغاوت کر کے جمہوری وعوامی حکومت کا تختہ پلٹ دیا تھا اور جن لوگوں نے بھی ان کے خلاف کوئی آواز اٹھائی، ان کو سختی سے کچل کر رکھ دیا تھا اور انسانی حقوق بری طرح پامال ہو رہے ہیں۔ اسی خوں خوار حافظ الاسد نے حماۃ شہر میں اخوان المسلمون سے تعلق رکھنے والے انقلابیوں کو بری طرح بمباری کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ اس کی خونریزی سے تین ہزار دین پسند مسلمان شہید ہوئے تھے۔ اس کے بعد سے سیریا جمہوریت پسندوں اور مذہبی لوگوں کے لیے ایک کھلا قیدخانہ بن گیا۔ جو لوگ پابندی سے نماز پڑھتے انٹی جنس کے لوگ ان کے پیچھے لگ جاتے، پریس کی آزادی سلب کر لی گئی، آزاد خیال صحافی اور دانشور اور ادیب اور علماء ایک ایک کر کے سیریا کو چھوڑ کر چلے گئے یا اسد کے عقوبت خانوں میں پوری عمریں گزار کر دنیا سے چلے گئے۔ کتنے لوگوں کو پولیس نے پکڑا اور پھر ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

جب یہ انقلاب شروع ہوا تو باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بشارالاسد نے ان نہتے اور غیر مسلح احتجاجیوں کے خلاف ہر شہر میں فوج اتار دی اور فوج نے راکٹوں، فوجی ہیلی کاپٹروں، توپوں اور ٹینکوں کے ساتھ ان کے گلی محلوں پر چڑھائی کر دی۔ مختلف شہروں میں بہت سے کمپاؤنڈ، مارکیٹیں اور محلے اڑا دیے گئے۔ پورے کے پورے محلے قبرستان بنا دیے گئے۔ بہت سارے علاقوں، خاص طور پر ریفِ دمشق، حلب اور غوطہ، دیرالزور، درعا اور ادلب جیسے شہروں میں یہ وحشیانہ کارروائیاں اب بھی جاری ہیں۔ جس وقت یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں، حلب اور وسطی دمشق میں سیریا کی سرکاری فوج اور آزاد فوج کے جیالوں میں معرکہ آرائی جاری ہے۔ روزانہ سو دو سو آدمی شہید کیے جا رہے ہیں۔ اب تک

۵۱ ہزار سے زیادہ بے قصور عوام فوج کے جبر وتشدد کا نشانہ بن چکے ہیں اور اس سے کئی گنا زیادہ تعدا جیلوں میں سڑ رہی ہے۔ کتنے علماء کو اغوا کر لیا گیا ہے، کتنوں کو مار ڈالا گیا ہے اور کتنی ہی مسجدیں زمیں بوس کی جا چکی ہیں۔ شام کے مظلوم عوام اپنا دوسرا رمضان ان ناگفتہ بہ حالات میں گزار رہے ہیں کہ جب حلب کا فوجی محاصرہ کیا ہوا ہے اور فوجی ہیلی کاپٹروں سے اس پر بمباری جاری ہے۔ لوگوں کو کھانے پینے کے سامان کی قلت ہے، دوا اور علاج دستیاب نہیں، بڑے پیمانے پر نوجوانوں اور لڑکوں کی بے محابا گرفتاریاں مسلسل جاری ہیں۔ شورش زدہ علاقوں کی لائٹ کاٹ دی جاتی ہے، ان کی پانی کی سپلائی روک دی جاتی ہے، غرض وہ انتہائی شدید حالات سے دوچار ہیں جس کی تھوڑی سی جھلک الجزیرہ کی رپورٹوں اور اس کی سیریا فائل (ملف سوریا) میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی عید کیسی ہوگی!!

سیریا کی حکومت نے غیر ملکی صحافیوں اور ذرائع ابلاغ پر مکمل طور پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور انہی صحافیوں کو ملک میں داخلہ کی اجازت ملتی ہے جن کو مختلف مما لک میں اس کے سفارت خانے بھیجتے ہیں، جو ظاہر ہے کہ وہی خبریں دیتے ہیں جن سے انقلابیوں کی شبیہ خراب ہو اور حکومت کا مثبت امیج بنے۔ غیر ملکی ریلیف ورک بھی نہیں ہونے دیا جا رہا ہے اور امدادی سامان مستحقوں تک نہیں پہنچ پاتا کیونکہ شامی سرکاری فوج کے علاوہ حکومت کے مسلح مخبر جو سادہ کپڑوں میں ہوتے ہیں، ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور لوگوں کو خوف زدہ اور ہراساں کرنے کا سب سے بڑا آلہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کو سیریا میں الشبیحہ کہتے ہیں، اردو میں ان کو کرایہ کے قاتل کہہ سکتے ہیں۔ بشارالاسد کا بھائی ماہر الاسد سیریائی انٹیلی جنس کا سربراہ اور انتہائی سفاکانہ طبیعت رکھتا ہے، اس کو شام میں ماہر الجزار (قصائی) کہتے ہیں۔ اس نے نوجوانوں کو قید کرنے اور ٹارچر کرنے کا رکارڈ قائم کیا ہے اور حقوق انسانی کی وہ خلاف ورزیاں کی ہیں جن پر جنگی جرائم کا مقدمہ چلایا جانا چاہیے۔

مہینوں تک سیاسی لڑنے اور پر امن مطالبات کے بعد آخر خود شام کی سرکاری فوج سے فوجیوں کے بھاگنے اور انقلابیوں میں شامل ہونے کا عمل شروع ہوا اور کرنل ریاض الاسعد کی قیادت میں الجیش السوری الحر (آزاد سیریائی فوج) کی بنیاد ڈالی گئی۔ شروع میں اس کے اندر صرف چند ہزار نفر تھے، اب ترکی کی فوجی تربیت اور اسلحہ کی سپلائی کے باعث یہ آزاد فوج بھی بہتر پوزیشن میں ہے اور سرکاری فوج سے لوہا لے رہی ہے۔ مگر اس فوج کے پاس اور انقلابی رضا کاروں کے پاس ہلکے پھلکے اسلحہ ہیں، ان کے پاس نہ بمبار جہاز ہیں نہ ٹینک اور توپ، مگر ظالم وجابر نظام سے آزادی حاصل کرنے کا جذبہ ہے جو ان کو اپنی جوانیاں لگانے اور جانیں قربانیں کرنے کے لیے مہمیز کر رہا ہے۔

ترکی میں شامی مہاجرین کی تعداد سرکاری اعداد وشمار کے مطابق تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ بشارالاسد نے ایک سنی، ریاض الحجاب کو جو ان کے پرانے وفادار تھے، وزیر اعظم بنا دیا تھا، لیکن گزشتہ ہفتہ وہ بشارالاسد کا ساتھ چھوڑ کر انقلابیوں سے مل گئے اور شام سے نکل گئے ہیں۔ ابھی وہ عمان میں ہیں اور انہوں نے شامی فوج سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کا قتل عام نہ کریں اور بشارالاسد کا ساتھ چھوڑ کر عوام کا ساتھ دیں۔

سترہ مہینے کی لگاتار جدوجہد کرنے والے اور ایک وحشی فوج سے نبرد آزما شام کے ان انقلابیوں میں بڑا حصہ ان مذہبی لوگوں کا ہے جو اخوان المسلمون کی فکر کے حامل ہیں یا سلفی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک قلیل تعداد ان لوگوں کی بھی ہے جو نیم مذہبی یا لبرل ہیں مگر جمہوریت اور استبدادی نظام سے آزادی چاہتے ہیں۔ ان سترہ مہینوں کے اندر شامی قوم پر قیامت گزر گئی ہے، وہ بدترین عذاب جھیل رہی ہے ۔ مگر ابھی تک ہزاروں بیٹوں اور فرزندوں کی قربانیاں دے کر بھی اس نے حوصلہ نہیں کھویا ہے۔ اس سلسلہ میں بدقسمتی سے ۵۷ رکن ممالک والی او آئی سی اور عرب لیگ عالم اسلام کی دونوں تنظیمیں ان مظلوموں کی کوئی مدد کرنے اور شام کے بحران کا کوئی حل نکالنے میں ناکام رہی ہیں۔ عرب لیگ نے اب سے کئی مہینے پہلے اپنے دو سو مبصرین شام میں تعینات کیے تھے اور حکومت سے اپیل تھی کہ وہ خون خرابہ بند کردے مگر ہزار زبانی دعووں اور عالمی برادری سے کیے گئے وعدوں کے باوجود حکومت نے اپنے تمام جارحانہ اقدامات جاری رکھے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ کئی بار عرب لیگ نے امن منصوبے پیش کیے مگر حکومت نے سرد مہری سے کام لیا اور اپنا ظلم وجبر ترک نہیں کیا۔ عالمی قوتوں میں روس اور چین کی ہمدردیاں شام کو حاصل ہیں کیونکہ دونوں ملکوں کے وسیع تجارتی مفادات اس سے جڑے ہوئے ہیں۔ چونکہ برسر اقتدار بعث پارٹی کمیونزم کا عربی ورژن ہے، اس لیے روس سے اس کی زبردست قربت چلی آ رہی ہے، یہاں کہ ۱۹۵۶ء سے دونوں میں دفاعی معاہدہ بھی چلا آ رہا ہے۔ اسی لیے روس سلامتی کونسل میں اس کے خلاف ہر قرارداد کو ویٹو کر دیتا ہے اور اس نے اس کا اعلان بھی کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شام کو ناٹو کی کارروائی کا خوف نہیں ہے۔

مسلم دنیا میں ایران اس کا سب سے بڑا حمایتی ہے اور اس کی ہر طرح مدد کر رہا ہے۔ اسی طرح لبنان کی طاقت ور ملیشیا اور سیاسی قوت حزب اللہ بھی اس کی زبردست حمایتی ہے۔ ایران اور حزب اللہ دراصل مسلکی بنیادوں پر اس کے ساتھ ہیں، کیونکہ شام میں علوی نصیری فرقہ مسلط ہے جو صرف ۱۰ سے ۱۵ فیصد ہے، مگر ملکی زندگی کے سیاہ وسفید پر اسی کا تسلط ہے اور اس علوی آمرانہ نظام نے فوج کی مدد سے ۸۵ فیصد سنی اکثریت کو بدترین استحصال اور ظلم وبربریت کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ عرب علماء اور ان میں خاص طور پر شیخ یوسف القرضاوی نے واضح طور پر اس جابر نظام حکومت کے خلاف فتویٰ دیا ہے اور اس نظام کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کی اور شام کے مظلوم سنی مسلمانوں کی تائید وحمایت کی اپیل کی ہے۔ ان کے علاوہ شام کے شیخ محمد غسان نجار، شیخ ہشیم المالح، سلفی جماعت کے شیخ عدنان عرعور، جامع اموی کے سابق خطیب معاذ الخطیب الحسنی اور نمایاں کرد لیڈر سب انقلاب کے حامی ہیں اور اس میں شامل ہو کر ہر طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ نیز دنیا کے مختلف ممالک میں سیریائی سفارت کاروں نے بھی اپنی حکومت سے انحراف شروع کر دیا ہے۔

اقوام متحدہ اور دوسرے عالمی ادارے بھی اس محاذ پر ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ یو این او کے سابق سیکریٹری جنرل کوفی عنان کو اقوام متحدہ نے اپنا سفیر بنا کر خصوصی مشن پر سیریا بھیجا تھا۔ ان کا مشن سیریا میں امن کا قیام، سیاسی اصلاحات میں تیزی لانا اور حکومت کو اس پر راضی کرنا تھا کہ وہ فوج کو شہروں اور آبادیوں سے ہٹا کر واپس بیرکوں میں بھیجے اور انقلابیوں کے ساتھ گفت وشنید کرے، مگر بالآخر ان کا یہ مشن بھی سیریا حکومت کی ہٹ دھرمی کے آگے فیل ہو گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ امریکہ اور ناٹو وغیرہ اگر کوئی کارروائی سیریا کے خلاف کرتے ہیں تو اس کے خلاف سب سے

زیادہ غل بھی مسلمان اور عرب ہی مچائیں گے اور ہنگامہ کریں گے کہ صلیبی دنیا ایک اور مسلم ملک پر چڑھ دوڑی، مگر وہ خود اپنا گھر درست کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور المیہ یہ ہے کہ ہم ہر وقت مغرب کو کوستے کاٹتے بھی ہیں اور اپنے مسائل کے حل کے لیے بھی مغربی دنیا کی طرف ہی دیکھتے ہیں!! ان سطور کے لکھے جانے کے وقت مکہ میں تنظیم اسلامی کانفرنس کے وزرائے خارجہ کی چوٹی کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کے صدر نے یہ عندیہ دیا ہے کہ سیریا کو تنظیم سے نکالا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ ایک ماہ قبل اس کو عرب لیگ سے بھی نکال دیا گیا ہے، مگر ایران کی پر جوش حمایت کے باعث ایسے علامتی اقدامات سے اس پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں ہے۔ امریکہ اور دوسرے مغربی ملکوں نے شام پر اقتصادی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ اس کے ساتھ کاروبار کی بندش کے علاوہ درجنوں اشخاص کے اثاثے بھی منجمد کر دیے ہیں اور ان کے سفر کرنے پر بھی پابندی ہے۔ آج امریکہ نے تنظیم اسلامی کانفرنس پر زور دیا ہے کہ وہ شام میں فوجی مداخلت کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک صحیح مشورہ ہے اور مسلم ملکوں کو بہت پہلے ہی یہ قدم اٹھا لینا چاہیے تھا، مگر مسلمانان عالم کی قیادتوں کا جو رخ ہے، اس سے نہیں لگتا کہ وہ کوئی ٹھوس قدم اٹھا سکیں گے۔

لیبیا میں انقلاب اسی طرح رونما ہوا تھا کہ عوام نے اقتدار وقت کے خلاف ہتھیار اٹھا لیے اور محض چند مہینے میں قذافی کا خاتمہ کر دیا۔ سیریا میں یہ تجربہ اس لیے نہیں دہرایا جا سکتا کہ لیبیا دنیا میں بالکل تنہا پڑ گیا تھا اور آس پاس کے کسی ملک نے اس کی حمایت نہیں کی تھی، جبکہ مشرق وسطی میں سیریا، ایران اور حزب اللہ کی ایک تکون بن گئی ہے جسے بجا طور پر Axis of evil (بدی کا محور) کہا جا سکتا ہے اور یہ محور ہم مسلک بھی ہے، یعنی سب شیعہ قوتیں یک جا ہو گئی ہیں جو سیریا کے سنی مسلمانوں کا قافیہ تنگ کیے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں سیریا کے سنی بڑی نازک پوزیشن میں ہیں۔ مغربی دنیا ان کی مدد نہیں کر رہی، اقوام متحدہ اور حقوق انسانی کے دوسرے ادارے ان کے لیے زبانی جمع خرچ سے آگے نہیں بڑھتے، پڑوسی عرب ممالک سب بدترین درجہ کے منافق حکمرانوں کے قبضہ میں ہیں جو پون صدی سے چلے آ رہے مشرق وسطی کے ناسور فلسطین کا مسئلہ نہیں حل کرا سکے تو ان سے سیریا کے مسئلہ کے حل کی توقع رکھنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ سعودی عرب، قطر اور دوسرے ممالک نے ریلیف پہنچائی ہے اور اخلاقی طور پر انقلابیوں کی مدد کی ہے۔

حال ہی میں دمشق میں آزاد سیریائی فوج نے ۴۸ ایرانیوں کو پکڑا ہے اور اسی طرح کئی لبنانی باشندے بھی پکڑے گئے ہیں جو حزب اللہ کے لوگ ہیں۔ چنانچہ الجزیرہ نے آزاد سیریائی فوج کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ یہ ایرانی باشندے جن کو زائرین باور کرایا جا رہا ہے کہ وہ دمشق میں واقع روضہ سیدہ زینب کی زیارت کے لیے آئے تھے، دراصل ایرانی فوجی ہیں جو زائرین کے بھیس میں سنی علماء اور مشائخ کو نشانہ بنانے کے لیے آئے تھے۔ آزاد سیریائی فوج کے اس الزام میں اس لیے قوت محسوس ہوتی ہے کہ سیریا میں انقلاب کے آغاز کو سترہ مہینے گزر چکے ہیں اور یہ انقلابی لہر پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے تو آخر ایسے بحرانی دور میں کوئی محض مذہبی زیارت کے لیے دوسرے ملک کیوں جائے گا اور اسے اتنی آسانی سے ویزا کیونکر مل جائے گا اور وہ بھی ایک دو نہیں سینکڑوں کی تعداد میں؟

حیرت ہوتی ہے کہ ہندوستانی مسلمان جو روایتی طور پر پوری امت مسلمہ کے لیے تڑپتے ہیں اور ہمیشہ امیر مینائی کے اس شعر کے مصداق ثابت ہوئے ہیں۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر　　سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

سیریا کے مظلوم مسلمانوں کے لیے کیوں بے حس بن گئے ہیں؟ ان کے اخبارات وجرائد خاموش، ان کی ملی تنظیمیں جو ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر غل مچانے میں اپنا جواب نہیں رکھتیں، وہ خاموش۔ میرا اندازہ ہے (کاش کہ یہ اندازہ غلط ہو!) کہ ان کے کسی اجلاس اور کسی کانفرنس نے اس لمبی مدت میں سیریا کے مسئلہ پر انقلابیوں کی حمایت اور جابر حکومت کی مذمت میں کوئی قرارداد جاری نہیں کی۔ صرف فقہ اکیڈمی کا استثنا ہے جس نے اپنے علی گڑھ کے سیمینار میں اس مضمون کی باضابطہ ایک قرارداد پاس کی تھی۔ اس کے علاوہ مادر علمی دار العلوم ندوۃ العلماء کے عربی رسائل الرائد اور البعث میں شام پر برابر مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ اردو میں ہندوستانی علماء ودانشوروں میں صرف پروفیسر محسن عثمانی ندوی کی کئی چھوٹی بڑی تحریریں اس سلسلہ میں شائع ہوئی ہیں اور موقع موقع سے ان کے مضامین کئی اخبارات ورسائل میں آئے ہیں اور انہوں نے اپنا خون جگر صفحہ قرطاس پر انڈیلا ہے۔ ان کے علاوہ بالکل سناٹا ہے اور ہزاروں علماء ودانشوروں کی بھیڑ میں کوئی نہیں جو ملی غیرت کا ثبوت دے اور مصلحتوں کا دامن چھوڑ کر حق کے دو بول بول سکے۔ یہاں تک کہ وہ تنظیمیں اور وہ لوگ بھی جو خود کو اخوان المسلمون کا ہم خیال بتاتے ہیں، وہ بھی مصلحتوں کے اسیر ہیں، چونکہ ان میں سے بعض کے مفادات ایران سے وابستہ ہیں اور جو ایرانیوں اور حزب اللہ کے اتحاد بین المسلمین کے کھوکھلے نعروں پر ایسے ایمان لائے ہوئے ہیں جیسے وہ وحی ہوں، اس لیے وہ اس کے خلاف نہیں جا سکتے اور بآواز بلند حق کی بات نہیں کہہ سکتے۔ اردو کے بہت سے اخبارات اور اردو کے کئی صحافی جو ایرانیوں کے پے رول پر ہیں اور ان کے علاوہ کچھ وہ لوگ جن کو سیریائی سفارت خانہ نے سیریا کا سفر کرایا ہے، وہ ابھی تک بشار الاسد کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔

بدنام زمانہ سیریائی صدر جن کے ہاتھ سے زمین آہستہ آہستہ سرک رہی ہے ہوش کے ناخن نہیں لے رہے ہیں۔ اب وہ دن دور نہیں جب ان کے وحشی خانوادے اور ان کے وفاداروں کا یوم حساب شروع ہوگا اور ان ظالموں کو خود دنیا کے اندر ہی اسی حشر سے دوچار ہونا ہوگا جس سے ان جیسے سینکڑوں جابر اور آمر دوچار ہو چکے ہیں۔

دعائے صحت کی اپیل

پاکستان شریعت کونسل کے نائب امیر اور ملک کے ممتاز عالم اور محقق حضرت مولانا قاضی رویس خان ایوبی (میرپور، آزاد کشمیر) کچھ عرصہ قبل دماغ کی نس پھٹنے کی وجہ سے علیل اور صاحب فراش ہیں۔

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم اور استاذ حدیث مولانا حاجی محمد فیاض خان سواتی نے بھی گزشتہ دنوں پتے کا آپریشن کروایا ہے اور بستر علالت پر ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ ان حضرات کے لیے خصوصی طور پر اور ان کے علاوہ تمام بیماروں کے لیے عمومی طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازیں۔ آمین